

حدیث کذبات ابراہیم علیہ السلام کا تحقیقی جائزہ A CRITICAL ANALYSIS OF HADITH (KAZIBAT-E- IBRAHIM)

DR.SIRAJ-UL- ISLAM¹,MUHAMMAD ADIL²

¹Department of Islamic studies,AbdulWali Khan University, Mardan.

sirajulislam@awkum.edu.pk

² Department of Islamicstudies,AbdulWali Khan University ,Mardan.

Abstract. Islam is a universal religion. Its teachings will be preserved in the Holy Quran until the Day of Judgment. Countless scholars have served this religion in different ways and have made it easier for the coming after them. But sometimes these scholars commit a mistake in defining these teachings. This article points out one of those mistakes and discusses its causes.

بلاشبہ قرآن مجید کے معانی کی وضاحت کرنا ایک اہم فریضہ ہے اور جن اشخاص نے اس خدمت کے لئے زندگیاں وقف کی ہیں ان کی عظمت میں کوئی شک نہیں۔ مگر انسان ہونے کے ناطے بعض اوقات مفسرین بشری غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، اگرچہ ان غلطیوں سے ان کی عظمت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، مگر امت مسلمہ کے عقیدہ و ایمان کی حفاظت کی غرض سے بعد میں ان کے اہل علم نے ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔

حدیث کذبات ابراہیم علیہ السلام:

اسی طرح کی ایک غلطی بعض مفسرین سے حدیث کذبات ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہوئی۔ مفسرین حضرات اس حدیث مبارکہ کو سورۃ الانبیاء کی آیت اُنَّتْ فَعَلْتَ هَذَا بِالْهَيْتَا يَا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاَسْأَلُوهُمْ اِنْ كَانُوا يَنْطِقُوْنَ¹ اور سورۃ الصافات کی آیت فَتَنْظَرُ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ اِنِّي سَقِيمٌ² کے ضمن میں نقل کرتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح البخاری صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن ترمذی سمیت احادیث کی کئی کتب میں مختلف سندوں سے روایت کی گئی ہے۔ بعض مفسرین نے اس حدیث مبارکہ کو باوجود صحیح سند کے قرآن سے متعارض قرار دے کر رد کر دیا۔³ اس حدیث کو رد کرنے کی دوسری وجہ اہل سنت والجماعت کے بنیادی عقیدے عصمت الانبیاء کا تحفظ تھا۔

عقیدہ عصمت الانبیاء علیہم السلام:

چونکہ عقیدہ عصمت الانبیاء وہ عقیدہ ہے جس پر دین کی ساری عمارت کھڑی ہے اور امت مسلمہ کا اس عقیدے پر اجماع ہے۔ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کلہم منہون عن الصغائر والكبائر والکفر والقبائح وقد کانت منہم زلات وخطایا۔⁴ یعنی انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ، صغیرہ اور کفر شرک سے محفوظ ہے اور ان سے خطاء کا وقوع ممکن ہے۔ اس لئے ان مفسرین نے اس حدیث میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرف جھوٹ کی نسبت کو عصمت الانبیاء کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کو رد کیا۔

اور اس حدیث مبارکہ کو قرآن سے متعارض قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ مریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ ۚ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا⁵ اس آیت مبارکہ میں سیدنا ابراہیم کو راستی والا (سچا) نبی کہا گیا، جب کہ اس حدیث مبارکہ میں ان کے متعلق کہا گیا کہ آپ نے تین مرتبہ جھوٹ بولا: لمیکذب ابراہیم علیہ السلام إلا ثلاث کذبات، تین منہن فی ذات اللہ عز وجل، قوله اِنِّي سَقِيمٌ وقوله بل فعله کبیرہم هذا۔ وقال: بینا هو ذات یوم وسائفة، إذ أتى علی جبار من الجبۃ، فقیل له: اِن هٰنا رجلا معہ امرأۃ من أحسن الناس، فأرسل إلیہ فسأله عنہا، فقال: من ہذہ؟ قال: أختی، فأتی سارۃ قال: یا سارۃ: لیس علی وجہ الأرض مؤمن غیری وغیرک۔⁶

یہی وجہ ہے کہ مفسرین حضرات نے فرمایا کہ اس حدیث کو تسلیم کرنے سے سیدنا ابراہیمؑ کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے اور حدیث کو رد کرنے سے رواد کا جھوٹا ہونا لازم آتا ہے، اس لئے خلیل اللہ کو جھوٹا کہنے سے بہتر ہے کہ رواد کو جھوٹا کہا جائے۔⁷

روایۃ الکاذب:

ان مفسرین کا عقیدہ عصمت الانبیاء کی تحفظ کا جذبہ اپنی جگہ، مگر ان رواد کو جھوٹا کہنے سے نہ صرف یہ روایت بلکہ ان رواد کی روایت کی گئی سب مرویات مردود ہو جائیں گی:

وللحمیدی والإمام أحمد... بأن من لکذب تعددا
أي في الحديث لم نعد نقبله... وإن يتب، والصيرفي مثله۔⁸

روایۃ حدیث :

اس حدیث مبارک کی تمام اسناد پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ رواقمیں کوئی کذاب تو کیا ضعیف بھی نہیں۔

صحیح البخاری میں یہ حدیث پانچ مقامات پر مختلف اسانید کے ساتھ نقل کی گئی ہے:

کتاب احادیث الانبیاء میں اس حدیث کی سند یہ ہے: حدثنا سعيد بن تليد الرعيني اخبرنا ابن وهب قال اخبرني جرير بن حازم عن ايوب عن ابي هريرة⁹

کتاب احادیث الانبیاء میں ایک دوسری سند کے ساتھ بھی یہ حدیث نقل ہے: حدثنا محمد بن محبوب قال حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن محمد عن ابي هريرة¹⁰

کتاب تفسیر القرآن میں اس حدیث کی سند یہ ہے: حدثنا محمد بن مقاتل اخبرنا عبد الله اخبرنا ابو حيان التميمي عن ابي زرعة بن عمرو بن جرير عن ابي هريرة¹¹

کتاب النکاح میں اس کی سند یہ ہے: حدثنا سعيد بن تليد، قال اخبرني ابن وهب قال اخبرني جرير بن حازم عن ايوب عن محمد عن ابي هريرة¹²

کتاب النکاح میں دوسری سند کے ساتھ بھی نقل ہے جو یہ ہے: سليمان بن حرب عن حماد بن زيد عن ايوب عن محمد عن ابي هريرة¹³ ان تمام اسناد میں کوئی ایک بھی راوی ضعیف یا کذاب راوی موجود نہیں۔

صحیح مسلم کی کتاب الفضائل میں اس کی سند یہ ہے: حدثني ابو الطاهر اخبرنا عبد الله بن وهب عن اخبرني جرير بن حازم عن ايوب السخيتاني عن محمد بن سيرين عن ابي هريرة¹⁴ اس سند میں کوئی بھی راوی ضعیف یا کذاب نہیں۔

سنن الترمذی کے ابواب تفسیر القرآن میں یہ حدیث اس سند کے ساتھ نقل ہے: حدثنا ابن ابي عمرو قال حدثنا سفیان عن علي بن زيد بن جدعان عن ابي نضر عتبائيسعيد¹⁵ اس سند میں موجود علی بن زید بن جدعان کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے¹⁶، امام نسائی¹⁷ کے علاوہ باقی تمام ائمہ جرح و تعدیل نے ان کو ثقہ کہا ہے۔

ابواب تفسیر القرآن میں دوسری سند کے ساتھ بھی یہ حدیث نقل ہے: حدثنا سعيد بن يحيى الأموي قال حدثني أبي قال حدثنا محمد بن إسحاق عن أبي الزناد عن عبد الرحمن الأعرج عن ابي هريرة¹⁸ اس سند میں محمد بن اسحق¹⁹ (صاحب السيرة) کو امام احمد²⁰، امام مالک²¹ اور امام نسائی وغیرہ نے کذاب کہا ہے لیکن ان ائمہ کے کذاب و دجال کہنے کی وجہ فسق وغیرہ نہ تھا بلکہ ابن اسحق نے سیرت النبی ﷺ نقل و ضبط میں مؤرخانہ اسلوب اختیار کیا، جس میں الگ الگ سند ذکر کرنے کی بجائے تمام اسانید ذکر کر کے واقعہ کی شکل میں حدیث ذکر کی جاتی ہے اور ان کا یہی طریقہ بعض محتاط ائمہ کو پسند نہ آیا، جیسے خود امام احمد²² کا ابن اسحق کے متعلق قول ہے کہ والہانی رائے یحدثن جماعة بالحدیث الواحد ولا یفصل کلاما منہ۔²² مگر ان ائمہ کے علاوہ دیگر ائمہ جرح و تعدیل جن میں یحییٰ بن معین²³ اور امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج²⁴ وغیرہ شامل ہیں، نے ابن اسحق کو ثقہ کہا ہے۔

ابواب صفة القيامة و الرقائق میں اس کی سند یہ ہے: حدثنا سويد بن نصر قال اخبرنا عبد الله بن المبارك قال اخبرنا أبو حيان التميمي عن أبي زرعة بن عمرو بن جرير عن أبي هريرة²⁵ سنن ترمذی میں اس حدیث مبارک کی نقل اسانید میں تمام راوی ثقہ ہیں اگرچہ ابن اسحق کے متعلق کلام کیا گیا ہے۔

حدیث کذبات ابراہیم علیہ السلام محدثین کی نظر میں:

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے ناصر الدین البانی²⁶ نے بھی اس کی تصحیح کی ہے۔²⁷ اس کے علاوہ کسی بھی محدث نے اس کو ضعیف یا موضوع نہیں کہا۔

لفظ کذب کا محمل:

ان مفسرین نے اس حدیث مبارک میں لفظ کذب کو جھوٹ پر محمول کیا ہے، حالانکہ کلام عرب میں کذب اور بھی کئی معانی میں استعمال ہوا ہے: (۱) وجوب و لزوم: کذب علیکم الحج یعنی تم پر حج واجب و لازم ہو گیا۔²⁸ (۲) غلطی و خطاء: رسول اللہ ﷺ سامنے جب فتح مکہ کے دن سیدنا سعدؓ بن عبادہ کا یہ قول بیان کیا گیا کہ آج کعبہ میں سب کچھ جائز ہوگا تو رسول اللہ ﷺ فرمایا کذب سعد کہ سعدؓ نے غلطی کی۔²⁹

حدیث کا محمل:

قاضی عیاضؒ،³⁰ ابن کثیرؒ،³¹ ابن حجر عسقلانیؒ،³² وغیرہ نے اس حدیث میں لفظ کذبات کو معاریض³³ پر محمول کیا ہے قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: فاعلم أكرمك الله أن هذه كلها خارجة عن الكذب، لا في القصد ولا في غيره وهي داخلة في باب المعارض التي فيها مندوحة³⁴، ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ولهذا لم يعد ذلك في الكذبات وأما إطلاقه الكذب على الأمور الثلاثة فلكونه قال قولاً يعتقده السامع كذباً لكنه إذا حقق لم يكن كذباً لأنه من باب المعارض المحتملة للأمرين فليس بكذب محض³⁵ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: وإنا هو من المعارض في الكلام لمقصد شرعي ديني۔³⁶

محدثین اور مفسرین نے اس حدیث کے کئی جوابات دئیے جیسے بل فعل کبیر، مہذا سے ایک جواب یہ دیا ہے کہ یہ بتوں کے بولنے کے ساتھ مشروط ہے،³⁷ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ فعلہ اصل میں فعلہ ہے یعنی شاید اس بڑے بت نے توڑا ہو پس حرف شک کے دخول کے بعد یہ جھوٹ نہ رہا۔³⁸ انی سقیم سے ایک جواب یہ ہے کہ انی سأسقم یعنی میں مستقبل میں بیمار ہوں گا،³⁹ دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ تمہارے کفر و شرک سے میرا دل غمگین ہے یعنی روحانی بیماری مراد لی ہے۔⁴⁰ سارة اختی سے دینی بہن مراد لیا گیا ہے۔⁴¹

اور یہاں معاریض مراد لینا بعید نہیں کیونکہ کلام عرب میں عام طور پر معاریض کا استعمال ہوتا ہے جیسے ہجرت مدینہ کے سفر میں سیدنا ابوبکرؓ سے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ متعلق استفسار کیا تو آپ نے جواب دیا کہ هذا الرجل يهديني السبيل⁴² یہاں سیدنا ابو بکرؓ نے آخرت کی رہنمائی مراد لی اور لوگوں نے دنیوی رہبر مراد لیا۔

نتائج:

(۱) حدیث کذبات ابراہیم علیہ السلام کی اسانید میں موجود رواۃ میں کوئی بھی ضعیف یا کذاب راوی نہیں

(۲) اگر اس حدیث مبارکہ کو کذب کی بجائے معاریض پر محمول کیا جائے تو نہ تو قرآن مجید سے متعارض ہے اور یہ عقیدہ عصمت الأنبياء کو بھی متاثر نہیں کرتا۔

(۳) رواۃ کو بغیر دلیل کے ضعیف یا کذاب نہیں کہا جاسکتا، اس لئے اس حدیث کے رواۃ کی طرف کذب کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔

(۴) ان مفسرین حضرات نے اس حدیث کے متن کو قرآن سے متعارض قرار دیتے ہوئے اس کے رواۃ جھوٹا کہا ہے، اگر ان کا یہ قول قبول ہو، تو ذخیرہ حدیث میں موجود ان رواۃ کی تمام روایات مردود ہو جائیں گی لہذا ان حضرات کے اس قول کو بشری غلطی پر محمول کیا جائے گا۔

1 سورة الأنبياء ، ۲۱ : ۶۳۔

2 سورة الصافات، ۳۷ : ۸۸، ۸۹۔

3 مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ج ۳ ص ۱۶۷، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

4 ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، الفقه الأكبر، ص ۳۷، مكتبة الفرقان، الامارات العربية، ۱۴۱۹ھ = ۱۹۹۹ء۔

5 سورة مريم، ۱۹ : ۴۱۔

6 ابو عبد الله محمد بن اسمعيل البخاري، صحيح البخاري، كتاب احاديث الأنبياء [۶۰] باب واتخذ الله ابراهيم

خليلاً [۸] حديث: ۳۳۵۸، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ۔

7 امام فخر الدين الرازي، مفاتيح الغيب، ج ۲ ص ۱۵۶، دار احياء التراث العربي، بيروت، ۱۴۲۰ھ۔

8 محمد بن عبد الرحمن السخاوي، فتح المغيب بشرح ألفية الحديث، ج ۲ ص ۷۴، مكتبة السنة مصر، الطبعة الأولى :

۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م۔

9 صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء [۶۰] باب واتخذ الله ابراهيم خليلاً [۸] حديث: ۳۳۵۷۔

10 صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء [۶۰] باب واتخذ الله ابراهيم خليلاً [۸] حديث: ۳۳۵۸۔

11 صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن [۶۵] باب ذرية من حملنا مع نوح [۵] حديث: ۴۷۱۲۔

- ¹² صحیح البخاری، کتاب النکاح [۶۷] باب اتخاذ السراری [۱۳] حدیث: ۵۰۸۴۔
- ¹³ صحیح البخاری، کتاب النکاح [۶۷] باب اتخاذ السراری [۱۳] حدیث: ۵۰۸۴۔
- ¹⁴ مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل [۴۳] باب فضائل ابراہیم [۴۱] حدیث: ۲۳۷۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون
- ¹⁵ محمد بن عیسیٰ الترمذی، سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن [۴۴]، باب ومن سورة بن اسرائیل [۱۷]، حدیث: ۳۱۴۸، شرکت مکتبہ مصطفیٰ الباب، مصر، ۱۳۹۵ھ
- ¹⁶ یوسف بن عبدالرحمن حافظ مزی، تہذیب الکمال، ج ۲۰ ص ۴۳۹، مؤسسة الرسالة، بیروت۔ ۱۴۰۰ھ = ۱۹۸۰ء۔
- ¹⁷ أحمد بن علی بن شعیب أبو عبدالرحمن نسائی ۲۱۵ھ کو خراسان کے گاؤں نساء میں پیدا ہوئے۔ آپ حافظ حدیث تھے۔ علم دین کے لئے طویل سفر طے کئے۔ ۳۰۳ھ میں فلسطین میں وفات پائی اور بیت المقدس میں دفن کئے گئے۔ (ابن خلکان احمد بن محمد، وفيات الأعيان، ج ۱ ص ۷۷، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۴ء۔)
- ¹⁸ سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن [۴۴]، باب ومن سورة الأنبياء [۲۱]، حدیث: ۳۱۶۶۔
- ¹⁹ محمد بن اسحق بن یسار سب سے پہلے مغازی میں لکھنے والے تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبدالله تھی، صاحب السيرة کے نام سے مشہور تھے۔ آپ ۱۵۱ھ کو خیزران میں وفات پائے اور وہی دفن ہوئے۔ (محمد بن سعد، طبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۴۰۰، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ، ۱۴۰۸ھ)
- ²⁰ امام أحمد بن محمد ۱۶۴ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو عبدالله تھی۔ حصول علم کے لئے لمبے لمبے سفر کئے۔ فتنہ خلق قرآن کی سرکوبی کے لئے تکالیف اٹھائے۔ ۲۴۱ھ کو وفات پائے۔ (أبو بکر أحمد بن علی الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۲۴۵، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ)
- ²¹ امام مالک بن انس بن مالک ۹۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو عبدالله اور لقب امام دار الهجرة تھا۔ خلفاء سے دور رہتے۔ آپ ۱۷۹ھ کو وفات پائے۔ (وفیات الأعیان، ج ۴ ص ۱۳۵)۔
- ²² تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۲۴۵۔
- ²³ یحییٰ بن معین ۱۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو زکریا تھی۔ بڑے محدث اور فقیہ تھے۔ آپ جرح و تعدیل کے ائمہ میں سے۔ آپ ۲۳۳ھ کو مدینہ منورہ میں وفات پائے۔ (تاریخ بغداد، ج ۱ ص ۱۸۳، خیر الدین بن محمود الزرکلی، الأعلام، ج ۸ ص ۱۷۲، دار العلم للملایین، بیروت، ۲۰۰۲ء۔)
- ²⁴ شعبہ بن حجاج ۸۲ھ میں واسط میں پیدا ہوئے۔ آپ نے تمام عمر بصرہ میں گزاری۔ آپ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہا جاتا ہے۔ رجال الحدیث کے فن میں امام تھے۔ آپ نے ۱۶۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی۔ (تاریخ بغداد، ج ۹ ص ۲۵۵)۔
- ²⁵ سنن الترمذی، ابواب صفة القیامۃ والرقائق والورع [۳۵]، باب ما جاء فی الشفاعة [۱۰]، حدیث: ۲۴۳۴۔
- ²⁶ ابو عبد الرحمن ناصر الدین بن الحاج نوح البانی ۱۹۱۴ء میں البانیہ میں پیدا ہوئے، علوم دمشق میں حاصل کئے، کثیر تعداد میں کتب تصنیف کی، ۱۹۹۹ء کو اردن میں وفات پائے۔ دکتور نزار اباضہ، محمدریاض المالح، اتمام الأعلام للزرکلی، حرف المیم، ص ۴۱۶۔ دار الفکر، دمشق سوریت، الطبعة الثانية: ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م۔
- ²⁷ سنن الترمذی، بذیل حدیث: ۲۴۳۴۔
- ²⁸ ابو منصور محمد بن أحمد، تہذیب اللغة، ج ۱ ص ۱۰۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۲۰۰۱ء۔
- ²⁹ صحیح البخاری، کتاب المغازی [۶۴] باب ابن رکز النبی ﷺ یوم الفتح [۴۹] حدیث: ۴۲۸۰۔
- ³⁰ عیاض بن موسیٰ بن عیاض ۴۷۶ھ میں سبتہ میں پیدا ہوئے۔ آپ سبتہ کے قاضی رہے۔ اپنے وقت کے امام تھے۔ ۵۴۴ھ میں مراکش میں قتل کئے گئے۔ (وفیات الأعیان، ج ۳ ص ۴۸۳)۔
- ³¹ اسمعیل بن عمر بن کثیر ۷۰۱ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حصول علم کے لئے اسفار کئے۔ آپ مؤرخ، مفسر اور فقیہ تھے۔ ۷۷۴ھ کو دمشق میں وفات پائے۔ (الأعلام للزرکلی، ج ۱ ص ۳۲۰)۔

- ³² أحمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی ۷۷۳ ھ کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف کی۔ حدیث، رجال اور تاریخ میں ثانی نہ رکھتے تھے۔ (الأعلام للزکلی، ج ۱ ص ۱۷۸۔)
- ³³ تعریض ایسی بات کو کہتے ہیں، جس کو سچ و جھوٹ اور ظاہر و باطن پر محمول کیا جاسکے۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، ج ۱ ص ۵۶۰، دار القلم، دمشق، بیروت، ۱۴۱۲ ھ۔
- ³⁴ قاضی عیاض بن موسیٰ، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج ۲ ص ۳۲۱، دار الفیحاء، عمان، ۱۴۰۷ ھ۔
- ³⁵ أحمد بن علی ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج ۶ ص ۳۹۱، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۷۹ ھ۔
- ³⁶ اسمعیل بن عمر ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج ۷ ص ۲۵، دار طیبۃ للنشر و التوزیع، ۱۴۴۰ ھ۔
- ³⁷ ابوالحسن الاشعری، علی بن اسمعیل، الابانۃ عن اصول الدیانۃ، ص ۷۱، دار الأنصار، القاہرۃ، ۱۳۹۷ ھ۔
- ³⁸ محمود بن عمرو الزمخشری، الکشاف، ج ۳ ص ۱۲۴، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ ھ۔
- ³⁹ أحمد بن محمد الثعلبی، الکشف والبیان، ج ۸ ص ۱۴۸، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۲ ھ۔
- ⁴⁰ ابن عطیہ، عبد الحق بن غالب، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، ج ۴ ص ۴۷۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۲ ھ۔
- ⁴¹ محمد بن عمر امام فخر الدین الرازی، عصمت الأنبیاء، ص ۳۵، المكتبة الأثریة للتراث، مصر، ۱۳۵۵ ھ۔
- ⁴² صحیح البخاری، کتاب المناقب [۶۳] باب ہجرۃ النبی ﷺ صحابہ الی المدینۃ [۴۵] حدیث: ۳۹۱۱۔